OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 6, Issue 4 (October-December 2023)

نظریہ حلول اسلام اور عیسائیت کے تناظر میں: کینتھ کریگ کے افکار کا جائزہ

Theory of Incarnation from the Context of Islam and Christianity: An Analytical Study of Kenneth Craig's Thoughts

Dr. Riaz Ahmad

Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Graduate College of Science, Faislabad

Dr. Rafiuddin

Visiting Lecturer Islamic Studies, University of Jhang

Abstract

In Christisan theology, the doctrine of Incarnation holds that Jesus, the second hypostasis of the trinity, God the son and son of the father, taking on a human body and human nature was made flesh. Incarnation is a Christian faith which means that God incarnated in Jesus Christ.Christian say that word of God (Kalamatullah) made flesh and Jesus became Christ (Son of God). Kenneth cragg(A renowned Christian scholar on Islam.He wrote more than sixty books, most of them are on Islam)said that the concept of incarnation is also present in Islam, the revelation of the Holy Quran, Prophet-hood of Muhammadﷺ and the Muslims love for Muhammadﷺ is also like incarnation as in Christianity. In this article we discussed the concept of incarnation in Islam and Christianity and concluded that the revelation of theHoly Quran and the Prophet-hood of Muhammad ﷺis not an incarnated as Christian believe about Jesus.

Keywords: Religious theology, Incarnation, Islam and Christianity, comparative study

CC BY

تمہید

خالق اور مخلوق کا رشتہ ازلی اور ابدی ہے سامی اور غیر سامی مذاہب میں اس تعلق کے اظہار کے لیے مختلف الفاظ اور تشبیہات جیسے حلول (Incarnation) اوتار، تجسیم، وحدت الوجود، اوہم (بدھی ستوا) وغیرہ مستعمل ہیں۔ خالق اور مخلوق کا تعلق باپ بیٹے یا اوتار و نزول کا نہیں بلکہ رب اور بندے کا ہے۔ اسلام اور عیسائیت میں وجوہ اختلاف میں ایک وجہ ابنیت مسیح (عیسیٰؑ میں اللہ کا حلول و نزول) ہے اور عیسائی اس عقیدہ سے پیچھے ہٹنے اور مسلمان اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ زیر نظر آرٹیکل میں کینتھ کریگ کے حوالے سے نظریۂ حلول کا جائزہ مطلوب ہے۔

نظریۂ حلول اسلام اور عیسائیت میں

عیسائی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حلول کا عقیدہ صرف عیسائیت ہی میں نہیں بلکہ تمام الہامی و غیر الہامی مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسی قسم کے خیالات کا اظہار مشہور عیسائی مستشرق، بشپ اور پروفیسر کنیتھ کریگ (Kenneth Cragg) نے بھی کیا ہے۔ اس کے مطابق اگر عیسائی حلول کے قائل ہیں تو محمد ﷺ اور قرآنی نزول میں بھی حلول پایا جاتا ہے مسلمان بھی محمد ﷺ اور اللہ تعالی کے درمیان ایسا ہی تعلق جوڑتے ہیں جو حلول کے مشابہہ ہے اور یہ تعلق ایسا ہی ہے جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کا کلام ہیں[1]۔ کریگ سورہ الاحزاب کی آیت 56 کے حوالے سے کہتا ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ اور فرشتے محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں. فرشتوں کا درود و سلام تو ہو سکتا ہے کہ محمد ﷺ کی حفاظت کے لیے ہو اور اللہ کا آپ پر اپنی رحمت نازل کرنے کے لیے تو لوگوں کا سلام کس ضمن میں ہے؟ پھر خود اس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ محمد ﷺ کے واسطے سے ان پر اللہ کی رحمت ہو گویا محمد ﷺ عطا کرنے والے ہو گئے اس سے تو ان کی خدا کے ساتھ وحدت نظر آتی ہے یہی گٹھ جوڑ ہمیں کلمہ شہادت میں نظر آتا ہے۔[2] محمد ﷺ میں اسی خدائی حلول کو ثابت کرنے کے لیے کریگ کہتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں اور عیسائیوں کے عقیدہ حلول و تناسخ سے متاثر ہو کر دوسری اور تیسری صدی میں محمد ﷺ کے گرد روایات کا ایسا جالا بنا جس میں اسی درود و سلام (Tasliyah) کے قرآنی نظریہ کو محمد ﷺ کی عظمت قرار دیا گیا۔ مثلاً ان روایات میں ہے کہ محمد ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، اسی طرح روایات میں ہے کہ محمد ﷺ تمام انسانوں آدم، ابراھیمؑ، نوح وغیرہ میں حلول کرتے گئے ان روایات میں تو محمد ﷺ کو کلمہ شہادت سے بھی بڑھ کر اللہ تعالی کا راز دار بنا دیا گیا اور اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ سیاسی، مذہبی وغیرہ تمام معاملات میں اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی، اس طرح اللہ کے بعد محمد ﷺ کی اطاعت کو تمام انسانوں کے لیے ضروری قرار دے دیا گیا گویا آپ اللہ کا عکس ہیں[3]۔ اسی طرح مسلمانوں میں وہ تصوفانہ روایات جو ابن عربی اور جلال الدین رومی نے وضع کیں ان میں وحدت الوجود اور حلول کی جھلک نظر آتی ہے[4]۔ کریگ کہتا ہے کہ مسلمان جس عقیدت اور محبت کا اظہار محمد ﷺ سے کرتے ہیں محمد ﷺ کے لیے ایسی ہی محبت کا اللہ کی طرف سے ہونے کو بھی بیان کرتے ہیں یہ بات انھیں عیسائیوں کے عقیدہ حلول کے قریب کر دیتی ہے۔ کریگ کے بقول

> For in this territory of faith,what Muslims find in Muhammad as the soul's loved and lover, brings them close to those same

factors in experience which, for the Christian have meant discovering inChrist the personal rendezvous with God[5].

عقیدہ کے اس میدان میں جیسا کہ مسلمان اللہ کی حقیقی محبت محمد (ﷺ) کے لیے پاتے ہیں انھیں عیسائیوں کی اس بات کے قریب کر دیتی ہے جس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ (Christ) شخصی طور پر خدا سے ملے ہوئے ہیں۔

کریگ کے نزدیک حلول کی اصطلاح کا اں حضور ﷺ سے تعلق

کریگ حلول (Incarnation) کی اصطلاح کا تعلق نہ صرف محمد ﷺ سے جوڑتا ہے بلکہ آپ ﷺ پر قرآن کے نزول کو حلول قرار دیتا ہے کہ مسلمانوں اور محمد ﷺ کے لیے قرآن تنزیل (حلول) ہے اور عیسائیوں کے لیے خود عیسیٰؑ تنزیل (حلول) ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کے الفاظ ابدی ہیں عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰؑ word of God ہونے کی وجہ سے ابدی ہیں:

By it being the Book the Quran's revelatory status turned on the recipience that was personal to Muhammad, whereas for Christianity the revelatory status was in Jesus himself being the Christ in history only later inscribed because it had thatstatus.[6]

"قرآن کا نزول اس کے وصول کنندہ کی طرف لوٹ جاتا ہے یہ محمد (ﷺ) کے لیے خاص ہے جبکہ عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰؑ کا نزولی مقام ان کا اپنا ہے جنھیں تاریخ میں کرسٹ (Christ) کہا گیا کیونکہ ان کا یہی مقام تھا۔

کریگ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو عیسیٰؑ کی ابدیت پر کیوں اعتراض ہے جبکہ یہی تصور اور نظریہ ان میں بھی پایا جاتا ہے عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ بھی آسمان پر پہلے سے موجود تھے جس طرح مسلمان قرآن کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بھی آسمان پر پہلے سے موجود تھا۔

What can be meant by a pre-existence Christ?A full answer can only emerge out of a study of Jesus in history. If suffices hereto note how close the reason is to the concern of Muslims about the pre-existent Book.[7]

عیسیٰؑ کے ابدی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مکمل جواب تو عیسیٰؑ کی پوری تاریخ پڑھ کر ہی سامنے آ سکتا ہے یہاں اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ اس کی وجہ مسلمانوں کے ابدی کتاب کے تصور کے کتنی قریب ہے۔"

کریگ کے نزدیک مسلمانوں کا اسے تسلیم کرنا چاہیے

کریگ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ خدا اور اس کے پیغمبروں کے درمیان ایک خصوصی تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کو تنزیل یا نزول (sentness) کی اصطلاح سے واضح کیا جاسکتا ہے اور یہ اصطلاح

مسلمانوں اور عیسائیوں میں برابر استعمال کی جاتی ہے مسلمان اس سے قرآن کا نزول مراد لیتے ہیں جبکہ عیسائی اس سے مسیحؑ مراد لیتے ہیں جسے وہ اصطلاح میں حلول(Incarnation) کہتے ہیں۔ کریگ یہ غلط فہمی ان قرآنی آیات سے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جن میں اللہ تعالی اور محمد ﷺ کی اطاعت اور باہمی قرابت کا ذکر کیا گیا ہے۔[8] کریگ کہتا ہے کہ مسلمان اپنی عبادات میں محمد ﷺ کو مرکزی حشیت دیتے ہیں حتی کہ کلمہ شہادت میں بھی اللہ اور رسول کا جڑواں ذکر کیا گیا ہے یہی تو حلول ہے:

> Throughout, there is a close, intimate linking of God and Muhammad in respect to claims to loyality, to threats against treachery, to rewards, and to promise. All alike come from the twin source. This is startling, because it seems to jeopardizethe divine sovereignty, undivided and singular, for which Islam stands.[9]

> "وفاداری کے دعوی، منافقت کی مذمت، انعام اور وعدہ کے تحت اللہ اور محمد کے درمیان بہت قریبی مشابہت پائی جاتی ہے سب کا مرکز جڑواں ہے۔ یہ بہت عجیب بات ہے کیونکہ یہ خدا کی مطلق العنانیت، غیر منقسم اور یکتائی کے خلاف ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے۔"

پھر کریگ اپنی اسی بات کو مزید تقویت دینے کے لیے کہتا ہے کہ یہ گمان کرنا کہ اللہ تعالی کا اس کائنات سے کوئی تعلق نہیں یا اللہ تعالی کی اس مادی دنیا میں کوئی شمولیت نہیں ہے بالکل غلط بات ہے بلکہ پیغمبروں کی تعلیمات سے انحراف ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اس کائنات میں شمولیت ہے مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ شمولیت کتنی اور کیسے ہے:

> To assume divine indifference here is to make fools of prophets and of creation a proud, there can be no question about the divine involvement with the human world. The question will be, how? and, how for?[10]

> "خدا کو لاتعلق خیال کرنا پیغمبروں کو بے وقوف سمجھنے کے مترادف ہے اور مخلوق کے لیے باعث فخر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی کی اس انسانی دنیا میں شمولیت ہے۔ سوال یہ ہو گا کہ کتنی اور کیسے؟"

محمد ﷺ اور قرآن کو مسیحی عقیدہ حلول سے جوڑنے سے متعلق تصورات

کریگ کے بقول جب اللہ تعالی کا اس عالم مادی میں عمل دخل تسلیم شدہ ہے تو تو اسی عمل دخل کو مختلف مذاہب کے لوگ مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں اور عیسائی اسے حلول (Incarnation) کی اصطلاح سے بیان کرتے ہیں۔ کریگ نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کو عیسائی عقیدہ حلول سے منسلک کرنے کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے بنیادی طور پر تین نظریات سامنے آتے ہیں۔ (الف) حضرت محمد ﷺ سے مسلمانوں کو جو عقیدت و محبت ہے اسے حلول سے تشبیہ دی

ہے۔(ب) قرآن میں آپ ﷺ کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت کا جو اکٹھا حکم آیا ہے اسے حلول کہا گیا۔(ج) قرآن کے الفاظ کی ابدیت اور اس کا نزول اور عیسیٰ کی آمد اور کلمۃ اللہ ہونا گویا ایک ہی بات یعنی حقیقتاً حلول ہی ہے۔

کریگ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ اگر عیسائی حلول کے قائل ہیں تو اسلام میں بھی حلول پایا جاتا ہے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کریگ کے ان خیالات کا جائزہ لینے سے پیشتر یہ جان لیا جائے کہ عقیدہ حلول کیا ہے۔ حلول سے مراد ہے ذات باری تعالی کا مادی اجسام میں اس طرح داخل ہو جانا کہ پھر وہ مادی شے خود خدا بن جاتی ہے: الحلول:ان روح الله تعالى حلت في بعض الاجسام التى اصطفاحا واختارها، فانقلبت هذه الاجسام البشريه الى الهة تسير على الارض و تعيش بين الناس[11] ۔ ""حلول یہ ہے کہ بے شک اللہ کی روح نے بعض منتخب اور برگزیدہ اجسام میں دخول کیا جس سے یہ انسانی جسم ایسے خدا میں تبدیل ہو گئے جو خدا زمین پر چلتا اور انسانوں کے درمیان رہتا ہے۔''

علامہ راغب الطباخ حلول کے قائلین کا نظریہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ""الوہیت بعض اوقات انسان میں اس طرح حلول کر جاتی ہے کہ خارج میں ان کے درمیان امتیاز باقی نہیں رہتا، پس جب یہ شخص بولتا ہے تو بظاہر اس کے ہونٹ ہلتے ہیں مگر دراصل خدا بول رہا ہوتا ہے اور ایسا شخص جب کوئی کام کرتا ہے تو دیکھنے میں اس کے ہاتھ پاؤں حرکت کرتے ہیں لیکن دراصل وہ خدا کا فعل ہوتا ہے لہذا وہ ہر شرعی قید سے آزاد ہوتا ہے اور وہ مسئولیت سے بری ہو جاتا ہے۔'[12] جبکہ عیسائیت میں حلول سے مراد اللہ تعالی کا عیسی علیہ سلام کی شکل میں اس مادی دنیا میں ظہور ہے۔ امام ابن تیمیہ اس بارے میں فرماتے ہیں۔وادعوا ان تجسم كلمة الله الخالقة بانسان مخلوق و ولادتها معا ۔ اى لكلمة مع الناسوت و هو الذى يعبر عنه باتحاد الاهوت بالناسوت۔[13] اس بارے میں وہ کہتے ہیں کہ کلمۃ اللہ انسان مخلوق کی شکل میں مجسم ہوا جسے وہ لاہوت کا ناسوت کے ساتھ اتحاد سے تعبیر کرتے ہیں۔' 'ہسٹن ڈکشنری آف بائبل میں حلول کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> Incarnation the word is a non-Biblical theology term to state the Christian convection that in Jesus Christ, God has visited and redeemed his people.[14]
>
> "" حلول ایک غیر بائبلی اصطلاح ہے جو عیسائیوں کے اس عقیدہ کو ظاہر کرتی ہے کہ عیسی میں خدا کا نزول ہوا اور وہ اپنے پیروکاروں کے لیے کفارہ بن گئے۔''

رحمت اللہ کیرانوی اور مسیحی عقیدہ حلول

مولانا رحمت اللہ کیرانوی عیسائیوں کے عقیدہ حلول کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "خدا کی صفت علم وکلام (word of God) بیٹے (مسیح) کی شکل میں مجسم ہوئی۔ خدا کی یہ صفت یسوع ابن مریم کی انسانی شخصیت میں آ گئی جس کی وجہ سے یسوع کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔' '[15]

یہاں تک اسلام کا تعلق ہے دنیا میں اس وقت پائے جانے والے تمام توحیدی مذہب میں اسلام واحد مذہب ہے جس کی تعلیمات توحید خالص پر مبنی ہیں اللہ تعالی نے واضح طور پر قرآن میں فرما دیا کہ اللہ تعالی ہر گناہ معاف فرما سکتا ہے سوائے شرک کے، جس کی معافی کسی صورت نہیں۔إِنَّ ٱللَّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ

ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً[16] " "اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور راس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا تو بے شک وہ رستے سے دور جا پڑا۔' '

اسلام جس توحید کی دعوت لے کر آیا وہ وہی توحید ہے جس کا پرچار حضرت آدمؑ نے کیا۔ حضرت آدمؑ کے بعد انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور توحید کے چراغ روشن ہوتے رہے۔ پھر ایک ایسا دور آیا کہ فطرت کی طاقتوں کو الوہیت کا درجہ دینے کے علاوہ انسان نے اپنے مشاہیر کو خدائے واحدہ لاشریک کے مماثل قرار دیا۔ یہ تجسیم اور حلول کی منزل تھی، اور یہ یقین کیا جاتا تھا کہ سرچشمہ موجودات کی ہستی کا ملاً ایسے اشخاص میں حلول کر جاتی ہے جو اس کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی پرستش خدائے وحدہ لاشریک کی طرح کی جانے لگی۔ لیکن اسلام میں الوہیت کا جو تصور ہے اس کی عجیب شان اور حکمتیں ہیں۔

اسلام میں الوہیت کا مجسم اور مادی تصور نہیں

اسلام میں الوہیت کا مجسم اور مادی تصور نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الہ محسوس و مجسم ہو کر احساس اور فکر کے احاطے اور دائرے میں محدود ہو جاتا اور اس کا وجود کسی ایک جگہ ہوتا اور باقی جگہیں اس سے خالی ہوتیں۔ کچھ نگاہیں اسے دیکھتیں اور باقیوں سے وہ او جھل رہتا۔ اس سے اس کی ذات پاک کا جلال جاتا رہتا، اس کی قدر و منزلت کم ہو جاتی اور اس کی عظمت و ہیبت متاثر ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے ادراک سے ماوراء ہے: فَاطِرُ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً وَمِنَ ٱلأَنْعَامِ أَزْواجاً يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلبَصِير[17]۔ " "وہی ہے آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے وہ اسی طرح تمکو پھیلاتا رہتا ہے۔ اس جیسی تو کوئی چیز نہیں۔ اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔' '

اسلام میں اللہ اور مخلوق کے درمیان رشتہ

اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان بالکل وہی رشتہ ہے جو ایک موجد اور اس کی ایجاد یا ایک خالق اور اس کی تخلیق کے درمیان ہوتا ہے۔ اس رشتے سے ساری خلقت یکساں ہے اللہ تعالیٰ اس عالم کا خالق و موجد ہے اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے وجود بخشا اور اس پر پورے کا پورا اختیار بھی اسی کا ہے اب اگر کسی کو اس نے اپنی مخلوق میں اونچا مقام دیا تو یہ اس کا فضل و احسان ہے اور کسی کو کمتر مقام پر رکھا تو یہ اس کی حکمت اور اس کا حسن انتظام ہے۔ اور جس کو بلند مقام دیا وہ بھی اس کی مخلوق ہی ہے نہ کہ بیٹا یا الوہیت میں شریک کار۔ مَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلاَّ نُوحِيۤ إِلَيْهِ أَنَّهُ لاۤ إِلَـٰهَ إِلاَّ أَنَاْ فَٱعْبُدُونِ. وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ[18]۔" اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمن بیٹا رکھتا ہے وہ پاک ہے اس کے نہ بیٹا ہے نہ بیٹی بلکہ وہ اس کے عزت والے بندے ہیں۔' '

اگر مان بھی لیا جائے کہ اللہ نے کسی میں حلول کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ الہ بن گیا۔ تو سوال یہ ہے کہ اس کا اللہ کے ساتھ رویہ کیا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کا رتبہ کیا ہوگا۔ اور اگر کہا جائے کہ اللہ سے کم تر ہے تو وہ الہ نہیں ہو سکتا اور اگر بڑھ کر ہے تو پھر حقیقی الوہیت کا وہی حقدار ہے اگر وہ (حلول شدہ) اللہ تعالیٰ کے برابر ہے تو پھر دونوں کی سلطنت کی حدود کیا ہیں ہر ایک کا دائرہ اقتدار و اختیار کیا ہے۔؟ مَا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَـٰهٍ إِذاً لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَـٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلاَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ۔[19] اور اللہ نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے

ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ یہ لوگ جو کچھ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔"

وحدہ لاشریک خدا

قرآن بار بار اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالی کے بیٹے ہیں نہ بیٹیاں۔ اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی رابطہ کار، سفارشی یا دلال نہیں ہے اور اگر بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے پورا حق ہے کہ وہ بلاواسطہ اپنے رب سے تعلق قائم کرے، اس سے مغفرت و بخشش طلب کرے، کسی دوسرے انسان کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ اس کے گناہوں کا بار اٹھا سکے یا اس کی بخشش کا ذمہ لے سکے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ - سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ[20] " "کہہ دو اگر رحمن کے لیے اولاد ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں۔ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں، آسمان اور زمین کا جو عرش کا بھی مالک ہے اس سے پاک ہے۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے بڑی شد و مد سے حلول کا رد کیا ہے کیونکہ حلول ایک ایسی لعنت ہے جس کے قائلین ایک نہیں بلکہ ہزاروں خداؤں کے قائل ہوتے ہیں وہ کبھی ایک چیز کو خدا سمجھ بیٹھتے ہیں کبھی دوسری چیز کو، کبھی ایک کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں کبھی کسی دوسری کے، اللہ تعالی نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلاً رَّجُلاً فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلاً سَلَماً لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ[21] - " "اور اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک شخص ہے جس میں کئی آدمی شریک ہیں مختلف مزاج کے اور ایک آدمی پورے کا پورا ایک شخص کا غلام ہے کیا دونوں کی حالت برابر ہے؟ نہیں الحمد اللہ مگر یہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

یہ مثال حلولیوں پر صادق آتی ہے کیونکہ ان کا معبود ایک نہیں بلکہ بہت سے ہوتے ہیں کبھی ایک چیز کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش شروع کر دیتے ہیں اور پھر کسی دوسری چیز میں انھیں خدا نظر آنے لگتا ہے تو اس کی طرف دوڑنے لگتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس مؤحد صرف اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش کرتا ہے اور وہ کسی بھی چیز میں خدا کے نزول یا حلول کو نہیں مانتا۔ اسلام جب کہتا ہے کہ تو بجز خدا کے کسی دوسرے کی پرستش نہ کر تو یہ امتناع انسان کی پرستش تک وسعت پذیر ہوتا ہے کوئی فرد بشر کسی کا حاکم و آقا نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ مثل خدا کے ہو جائے۔ اس لیے اسلام جس طرح اصنام پرستی کے خلاف ہے ویسے ہی حلول اور اسی قبیل کی دوسری خرافات کے بھی خلاف ہے کیونکہ حلول، وحدت الوجود، تجسیم اور اتحاد وغیرہ پر کسی بھی طرح کا یقین ایک خدا پر ایمان کی معنویت کھو دیتا ہے۔ جب انسان خدا کو ایسے اجزا میں تقسیم کر دے جو ہستی اور قدامت میں اس کی مثل یا اس سے بھی کمتر ہو تو یہ خدا کے غضب کو دعوت دیتا ہے اور جو ایسا کرے گا اس کا بوجھ خود اس کے کندھوں پر ہوگا۔ إِن تَكْفُرُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلاَ يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ ٱلْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُواْ يَرْضَهُ لَكُمْ وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ[22] " "اگر ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمکو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر تم جو کچھ کرتے رہے وہ تمکو بتادے گا وہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں تک سے آگاہ ہے۔"

بقیہ سب اشیا من دون اللہ

ایک اللہ کے علاوہ کائنات کی جتنی بھی اشیاء ہیں اگر ان کے لیے اللہ کی ذات،صفات اور افعال کی مشابہت ظاہر کی جائے گی اور ان کو وہی مقام و مرتبہ دینے کی کوشش کی جائے گی جو صرف اللہ واحد و یکتا کے لیے ہی سزاوار ہے اللہ کے علاوہ ان سب کے لیے قرآن نے "من دون اللہ" کی جامع اصطلاح استعمال کی ہے۔إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَٱدْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ-أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ٱدْعُواْ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلاَ تُنظِرُونِ[23] "مشرکو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں اچھا تم ان کو پکارو اگر سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں۔ بھلا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں۔ کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بلا لو اور میرے بارے میں جو تدبیر کرنی ہو کو لو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں۔"

قرآن کا حلول کا واضح انکار

یہ قرآن میں سے صرف چند حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا حرف بحرف اللہ رب العزت کی توحید سے لبریز اور حلول اور اس کے متعلقات کا زبردست انکاری ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کتاب پر ایمان رکھنے والے یا اس کتاب کا حامل حلول کی طرف مائل ہوں۔ قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث رسول ﷺ میں بھی اس کا زبردست رد موجود ہے۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذ بنی ابن آ دم ولم یکن لہ ذلک و شتمنی ولم یکن لہ ذ لك اما تکذ یبه ایای ان یقول انی کن اعید،کما بدأته وامّا ثتمه ایا ی ان یقول اتخذ اللہ ولدًا و انا الصمد الذی لم الِد ولم أُولد و لم یکن لی کفوأاحد۔[24] "حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تعال نے فرمایا) مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا اور مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا۔ اور مجھ کو جھٹلانا اس کا یہ قول ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کروں گا جیسا کہ میں پہلی بار اس کو پیدا کیا اور مجھ کو اس کا گالی دینا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں بے نیاز ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی میرا ہم سر ہے۔"

ارشادات نبوی سے حلول کی تردید

جب انسان کسی میں خدا کا حلول تسلیم کرلیتا ہے تو گویا وہ اسے تمام خدائی اختیارات عطا کر دیتا ہے اس کے حلال کہنے کو حلال اور اس کے حرام کہنے کو حرام مانتا ہے اسی طرح باقی معاملات میں بھی وہ یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتا کہ خدائی احکامات کیا ہیں کیا کسی کے ساتھ اس کی یہ عقیدت اسے توحید سے دور اور شرک کے قریب تو نہیں کر رہی،ایسا ہو گا بھی کیسے کیونکہ وہ تو اسے خدائی اختیارات پہلے ہی تفویض کر چکا ہے۔عن عدی بن حاتم قال:اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفي عنقی صلیب من ذھب ،فقال یا عدی اطرح عنک ھذا ألوثن، و سمعته یقرا فی براۃ(و اتخذوا احبارھم ورھبناھم أرباباً من دوناللہ) قال أما أنهم لم یکونوا یعبدوهم ،ولكن هم كانوا اذا أحلوالهم شیا استحلوا و اذا حرموا علیهم شیأ حرموه۔[25] "عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی اس بت کو اپنے سے ہٹا دو اور میں نے آپ ﷺ کو سورہ براءت کی آیت (اور انہوں نے اپنے احبار اور رھبان کو اللہ کے سوا رب بنالیا)، تلاوت کرتے ہوئے سنا۔عدی نے کہا ہم ان کی عبادت تو نہیں

کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں جب وہ تمہارے لیے کسی چیز کو حلال کرتے ہیں تم اسے حلال جانتے ہو اور جب تم پر حرام کرتے ہیں تو تم اسے حرام جانتے ہو۔' '

یہ فرموداتِ رسول اللہ ﷺ واضح طور پر حلول اور شرک کی تمام جزئیات کی نہ صرف نفی کرتے ہیں بلکہ ان تمام چور دروازوں کو بند کرتے ہیں جن سے اس قسم کے نظریات توحید کے قلعہ میں نقب کشائی کر سکتے ہوں۔ان تمام دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام میں حلول جیسے نظریات کی کوئی جگہ نہیں۔

شعیت سے متاثر گروہ صوفیاء

شعیت سے متاثر گروہ صوفیاء میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کی ذات بعض انسانوں میں حلول کر جاتی ہے علامہ احسان الٰہی ظہیر اس بارے میں لکھتے ہیں: "شیعہ حلول و تناسخ کے قائل ہیں اور یہ کہ ان کے امام اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جن میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا، لیکن یہ نور مختلف اوقات میں مختلف جسموں میں داخل ہوتا رہا اور ہر دفعہ ایک نئے روپ اور نئی شکل میں ظاہر ہوا۔۔۔بعینہ یہی عقائد صوفیاء کے ہیں کہ وہ اس نور کو ازلی کہتے ہیں کبھی اسے جوہر اصلی، کبھی حقیقت محمدی اور کبھی صورت محمدی کہتے ہیں حقیقت ایک ہے جو مختلف اوقات میں مختلف اجسام میں حلول کرتی ہے اور اس جسم کی مناسبت سے اپنا نام اختیار کرتی ہے زمانہ اور جسم کے اعتبار سے اس کے نام بدلتے رہے ہیں"۔[26]

لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ سارے صوفیاء ایسے نہیں ہیں بلکہ یہ وہ نفس پرست لوگ تھے جو شیعہ تھے یا شیعیت سے متاثر تھے مگر گروہ صوفیاء میں داخل ہو گئے جبکہ جید صوفیاء سے حلول کا شدید رد ثابت ہے وہ انھیں گمراہ بتاتے ہیں۔ حضرت علی ہجویری ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔" "میں علی بن عثمان جلابی کہتا ہوں کہ میں فارس اور ابو حلمان کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں مگر جو شخص ایسی باتوں کا قائل ہو جو توحید کے خلاف ہیں اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں اور جس کے دین کی اصل صحیح نہیں تو اس کے فروع اور دوسری چیزیں بدرجہ اولی خلل والی ہوں گی۔ انسانی روح حادث اور مخلوق ہے اس کا قدیم اور خالق اور اپنے صانع کے ساتھ کسی طرح امتزاج و حلول ممکن نہیں۔' '[27]

آپ ﷺ سب کے ہاں اللہ کے بندے اور رسول ہیں

شیعہ اور صوفیاء میں جو لوگ حلول کے قائل بھی تھے ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو محمد ﷺ میں کسی بھی قسم کے حلول کا قائل ہو بلکہ یہ سب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول تھے نہ یہ کہ خدا نے ان میں حلول کیا تھا۔اس تمام بحث سے ثابت ہو گیا کہ اسلام میں اس کفریہ نظریہ کی کوئی گنجائش نہیں اب اس ضمن میں کریگ کے اقوال کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ کریگ کے مطابق قرآن میں بار بار اللہ اور محمد (ﷺ) کی اطاعت کا اکٹھا حکم آیا ہے گویا ایک کی اطاعت دوسرے کی اطاعت ہے اس ضمن میں دونوں کی اطاعت لازم و ملزوم ہے اطاعت و محبت میں ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔یہی اتحاد حلول (Incarnation) کہلاتا ہے۔

قرآن اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں مسلمانوں سے آپ ﷺ کی جس اطاعت و محبت کا تقاضا کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اس سلسلے میں آپ ﷺ کے طریقہ کار کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ یہ اللہ کی اطاعت کے متوازی اطاعت نہیں اور نہ ہی یہ اللہ کی محبت کے متوازی محبت ہے۔بلکہ در حقیقت یہ اللہ کے احکامات کی اطاعت ہے

کیونکہ آپ ﷺ جن باتوں کا حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے منع کرتے ہیں وہ اپنی مرضی اور خواہش نفس سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے تابع ایسا کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ دین کے معاملے بغیر اللہ کی اجازت کے کچھ نہیں کہتے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ. إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يُوحَىٰ[28]

نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت

اگر نبی ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے گی تو اللہ کی اطاعت کس طرح ممکن ہے، نبی ﷺ کی اتباع کے بغیر اللہ کی اطاعت و محبت کے جتنے طریقے ایجاد کیے جائیں گے وہ بدعت و ضلالت ہی ہوں گے، صراط مستقیم نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ ﷺ کی اطاعت کو درمیان سے خارج کر دیا جائے تو پورے دین کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کس طرح ہو گی، قرآنی احکامات پر کس طرح عمل پیرا ہوا جائے گا اس کے ساتھ ساتھ اگر نبی ﷺ کی اطاعت کو خارج کرنے کی کوشش کی جائے گی تو دین اسلام کا مربوط و منظم نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ سابقہ امم کی تباہی اور مذہب میں تحریف و تبدل کا سب سے بڑا سبب اپنے نبی کی اطاعت کا طوق گلے سے اتارنے کا نتیجہ تھا جسے اصطلاح میں غلو فی الدین کہا جاتا ہے۔يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لاَ تَغْلُواْ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلاَ تَتَّبِعُوٓاْ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّواْ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّواْ كَثِيراً وَضَلُّواْ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ-[29] "کہو کہ اے اہل کتاب اپنے دین کی بات میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہش کے پیچھے نہ چلو جو خود بھی پہلے گمراہ ہوئے اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے۔"

غلو فی الدین کی ممانعت

سب سے پہلے جس قوم نے شرک کیا وہ حضرت نوحؑ کی قوم تھی انھوں نے غلو فی الدین کیا اور عقیدت و محبت میں اپنے بڑوں کی مورتیاں بنا کر رکھ لیں اور ایک وقت آیا یہی عقیدت و محبت انھیں بت پرستی تک لے گئی۔ اس لیے آپ ﷺ نے اہل ایمان کو ایسی عقیدت و محبت اور اطاعت سے منع کیا اور ہر ایسی بات سے منع کیا جس سے ذرہ برابر بھی غلو کی بو آتی تھی یا آپ ﷺ کو عبدیت سے نکال کر الوہیت تک لے جانے کا شائبہ بھی ہو سکتا تھا۔عن ابن عباس أن رجلاَقال للنبی صلی اللہ علیه وسلم ماشاء اللہ و شئت۔فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم أجعلتنی واللہ عدلاَبل ما شاء اللہ وحده[30] "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے کہا جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو مجھے اور اللہ کو برابر کر رہا ہے یوں کہوں جو اکیلے اللہ نے چاہا"۔ دوسری روایت میں ہے عن ابن عباس قا ل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ و شئتَ ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئتَ۔[31] "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی قسم کھائے تو یہ نہ کہے جو اللہ اور آپ چاہیے بلکہ یوں کہے کہ جو اللہ چاہے پھر جو آپ چاہیں۔"

یہی غلو فی الدین تھا جس کی رو میں بہہ کر عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ بنا دیا اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ عُزَيْرٌ ٱبْنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ ٱلنَّصَارَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ ٱللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ[32]– "اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی قسم کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہی کی ریس کرنے لگے ہیں اللہ ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔"

انھیں اقوام کے پیش نظر آپ ﷺ نے اپنی ایسی تعریف و توصیف سے منع کیا جو تعریف صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ہی سزاوار ہے۔ حدثنا حمیدی، حدثنا سفیان سمعت الزهري يقول اخبرنی عبداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس سمع عمر يقول على المنبر سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول لا تطرونی کمااطرت النصاری عیسی بن مریم فانماانا عبده فقولواعبدا لله ورسوله ۔[33] "ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عمرؓ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میری تعریف اس طرح نہ کرو جس طرح نصاری نے عیسی بن مریم کی، بے شک میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

ایک دوسری حدیث جو ربیع بن معوذؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میری شادی کی صبح رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ دو ننھی بچیاں جنگ بدر میں شہید ہونے والے میرے رشتہ داروں کے بارے میں اشعار پڑھ رہی تھیں۔ بچیوں نے کہا" وفينا نبی يعلم مافی غد"۔ "اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کو ہونے والی بات جانتا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: اماهذافلا تقولوه ما يعلم مافی غدًاالا الله - "ایسے مت کہو جو کچھ کل ہو گا اس کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"[34]

ایسی ہی تعریف و توصیف غلو فی الدین کہلاتی ہے جس میں عقیدت مند اندھی عقیدت میں یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ کیا کہہ رہا اور اس عقیدت میں کیا کر رہا ہے اسی جاہت کے اندھے پن کی بنا پر وہ اللہ کی مخلوق کو خالق اور اس کے عبد کو معبود بنا دیتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ایاکم و الغلو فی الدين فانما اهلك من كان قبلكم الغلوّفی الدين۔[35] "دین میں غلو کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔"

سابقہ اقوام کی تاریخ آپ ﷺ کے سامنے تھی اور قرآن نے بڑے واضح انداز میں ان کے شرک کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سب سے بڑا "غلو" ہی تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس کے ادنی سے ادنی درجہ پر بھی قدغن لگادی تاکہ مسلمانوں پر اس کی شدّت واضح ہو جائے اور جب کبھی بھی آپ ﷺ کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے جن سے کبریائی کی بو آتی تھی تو آپ ﷺ نے اس کا نہ صرف رد فرمایا بلکہ کہنے والے کی اس طرح اصلاح فرمائی کہ آئندہ کوئی ایسا خیال بھی دل میں نہ لائے ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا: انت سيد نا: فقال- السّيد الله تبارك و تعالى- فقلنا و افضلنا فضلاً و اعظمنا طولاً، فقال، قولوا قولكم او بعض قولكم ،ولا يستجر ينكم الشيطان۔[36] "آپ ﷺ ہمارے سردار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سردار اللہ کی ذات ہے۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہم سب میں بہترین ہیں، بہتری کے لحاظ سے اور بخشش کے لحاظ سے ہمارے بزرگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات کہو یا اس سے بھی کم تر اور شیطان تم کو اپنا وکیل نہ بنائے۔"

اسلام اپنے ماننے والوں سے نبی ﷺ کے لیے ایسی محبت کا تقاضا نہیں کرتا جو اسے پیغمبری سے نکال کر ربوبیت تک لے جائے اور نہ ہی مخلوق کی ایسی اطاعت کا جو خالق کی نافرمانی پر منطبق ہو آپ ﷺ نے فرمایا: "لا طاعة المخلوق فی معصية الخالق"[37]

نبی ﷺ کی حیثیت کا وضوح

مسلمانوں کو اسی معصیت سے بچانے اور افراط و تفریط سے محفوظ رکھنے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی ﷺ کے لیے خصوصی انتظام فرمایا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سابقہ امم کی دیکھا دیکھی یہ لوگ اپنے نبی ﷺ کے بارے میں بے اعتدالی کا شکار ہو جائیں اس لیے آپ ﷺ کی سیرت کو محفوظ فرمادیا اور ان تمام ذرائع کا سد باب کر دیا جن سے آپ ﷺ کو نبوت سے الوہیت

کی طرف لے جایا جا سکتا تھا اس لیے آپ ﷺ کی ایسی اتباع کا حکم دیا گیا جو نبوت کے مقام و مرتبہ کے شایان شان ہے۔ اور اس تصور کی بڑے واضح انداز میں نفی کر دی کہ جس کو اللہ تعالی نبوت و رسالت سے سرفراز فرماتا ہے وہ بشر نہیں بلکہ بشر سے بڑھ کر کوئی مخلوق ہوتی ہے۔ نہ وہ ہندوؤں کی طرح اوتار ہوتا ہے نہ بدھ متوں کی طرح بدھی ستوا اور نہ یہود و نصاری کی طرح ابن اللہ اور نہ ہی خود خدا بلکہ وہ بھی انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے۔ قُلْ إِنَّمَآ أَنَاْ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدا۔[38] "اے نبی) کہہ دو کہ میں بھی تمھاری طرح ایک انسان ہوں جس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ بے شک تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ پس جو اپنے رب سے ملنے کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔"

انسانوں کے لیے جو سب سے بڑا منصب ہوتا ہے وہ نبوت و رسالت ہے اور یہ اعزاز انسانیت کے لیے باعث فخر ہے کہ وہ بشر ہو کر اتنے اعلی و ارفع مقام پر فائز ہو اگر ایسی ہستی کو ملائکہ یا خدا کی صفات سے متصف کر دیا جائے تو انسانیت کا اعزاز ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے فرمایا محمد ﷺ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں انھیں اللہ کا رسول سمجھتے ہوئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرو نہ کہ عیسائیوں کی طرح عبدیت سے نکال کر معبودیت تک لے جاؤ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ أَفإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي ٱللَّهُ ٱلشَّاكِرِينَ[39] "اور محمد (ﷺ) ایک پیغمبر ہی تو ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو بڑا ثواب دے گا۔" محمد ﷺ خود یا مسلمان آپ ﷺ میں حلول کا دعوی کس طرح کر سکتے ہیں جب وہ اللہ کی کتاب قرآن پر ایمان رکھتے ہوں جس میں اللہ نے واضح فرمادیا کہ اے نبی اگر تم بھی اللہ کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو تمھیں بھی عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا بجائے اس کے کہ انھیں ہستیوں کو خدا یا خدا کے برابر درجہ دیا جائے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ ٱلْأَقَاوِيلِ ۔لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ ٱلْوَتِينَ فَمَا مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ۔[40] " "اور اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔"

انبیا کے کام کی وضاحت

انبیاء کا کام لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے لوگوں کو اللہ تعالی کی بندگی کی طرف بلانا ہوتا ہے ان کے ذاتی اختیار میں تو یہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لے آئیں راہ ہدایت کی توفیق دینا تو بس اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر یہ ہستیاں خدا یا خدائی حلول کی مالک ہوتیں تو ایسا کرنے پر ضرور قادر ہوتیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ قرآن میں اس حقیقت کو اللہ تعالی اس طرح بیان کیا ہے۔ إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَآءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ[41] "اے نبی تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔" کریگ کا یہ کہنا کہ قرآن میں محمد ﷺ اور اللہ کی اطاعت کا اکٹھا حکم دراصل محمد ﷺ کو اللہ کے برابر کھڑا کرنے کے مترادف ہے اسی طرح کلمہ شہادت میں جس طرح لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی بھی ضروری ہے اس طرح محمد ﷺ اور اللہ میں کیا فرق ہوا؟ اسی بات کو وہ حلول سے تشبیہ دیتا ہے لیکن اوپر کی تصریحات سے یہ بات واضح

ہو جاتی ہے کہ محمد ﷺ کا سوائے اس کا بندہ اور رسول ہونے کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں۔ نہ کبھی محمد ﷺ نے ایسا کرنے کو کہا اور نہ مسلمانوں نے آپ ﷺ کو اللہ کا درجہ دیا۔ یہاں تک آپ ﷺ کی اطاعت کا تعلق ہے تو یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب تک رسول ﷺ کی ذات کے منجانب اللہ مبعوث ہونے، اس کی صداقت و امانت اور اللہ کا برگزیدہ ہونے کا یقین کامل نہ کیا جائے گا اسوقت تک اس کے لائے ہوئے پیغام کو کس طرح مانا جاسکتاہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت دراصل اس لیے اللہ کی اطاعت قرار دی گئی کہ آپ ﷺ نہ صرف اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے بلکہ اس کی عملی تصویر بھی پیش کرتے۔ دوسری یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اطاعت کا حکم نبی ﷺ تو نہیں دے رہے بلکہ خود خدا نبی کی اطاعت کو لازم ٹھہرا رہاہے۔ حلول تو اس وقت ہے جب نبی ﷺ کو ہی خدائی حکم کا موجد مانا جائے ان کا ہر حکم خدا کی طرف سے نہیں بلکہ انھیں ہی خدا سمجھ کر ان کے احکامات پر سر تسلیم خم کیا جائے۔ اللہ کی اطاعت پر محمد ﷺ کی اطاعت کو ترجیح دی جائے، انھیں خدائی اختیارات کا مالک مانا جائے، ان کے مقابلے میں اطاعت الٰہی کو پس پست ڈالا جائے جبکہ اسلام میں تو ایسا نہیں۔ اس لیے حلول اور اسلام سے متعلق کریگ کا مفروضہ درست نہیں اگر کریگ یا کسی اور کے خیال میں ایسا نہیں ہے تو آپ ﷺ کی سیرت پاک بالکل محفوظ ہے اس میں سے کوئی ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملے گا جس میں آپ ﷺ کی اطاعت کو اطاعت الٰہی پر ترجیح دی گئی ہو، انھیں خدا یا خدائی حلول مان کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہو۔

قرآن کے نزول کے حوالے سے کریگ کہتاہے کہ جس طرح مسلمان قرآن کے الفاظ کو اللہ کی طرف سے نازل کردہ مانتے ہیں اسی طرح عیسائی عیسیٰؑ کو اللہ کی طرف سے نازل شدہ مانتے ہیں۔ کریگ مسلمانوں سے کہتاہے کہ تم قرآن کو اللہ کا ابدی کلام مانتے ہو ہم (عیسائی) کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ بھی اللہ کا کلام (word of God) ہی ہیں جو ابدی ہے بس اس کا ظہور انسانی شکل میں ہوا جسے ہم word made flesh کہتے ہیں جبکہ قرآن بھی عیسیٰؑ کو کلمۃ اللہ کہتاہے[42]۔ اس طرح ایک کلمہ کا القاء محمد ﷺ پر ہوا یعنی قرآن اور ایک کلمہ کا القاء مریم پر ہوا یعنی عیسیٰؑ۔ ایک (قرآن) کے نزول کو تم مانتے ہو اور دوسرے (عیسیٰؑ) کے نزول کا انکار کرتے ہو۔ ہم عیسائی اسی نزول کو حلول (Incarnation) کہتے ہیں کہ خدا نے انسانی شکل میں جنم لیا اس لحاظ سے دونوں کا نزول حلول ہوا۔ مسلمان ایک کے کلام الٰہی ہونے کو مانتے ہیں جبکہ دوسرے کا انکار کرتے ہیں۔

عیسیٰؑ کے کلمۃ اللہ اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے حوالے سے بحث میں کریگ کا نظریہ اور اس کا ابطال

حضرت عیسیٰؑ کے کلمۃ اللہ ہونے اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں کریگ نے جو گٹھ جوڑ پیدا کرنے کی کوشش ہے وہ عقلی نقلی اور تحقیقی معیار پر پوری نہیں اترتی کیونکہ قرآن جب نازل ہونا شروع ہوا اس وقت سے لیکر آج تک خدائی الفاظ ہی ہیں آج تک کسی مسلمان نے قرآن کو خدا یا خدا کا حلول نہیں کہا۔ مسلمان قرآن کو خدا کا کلام اور خدائی الفاظ مانتے ہیں نہ کہ قرآن کو خدا۔ جبکہ حضرت عیسیٰؑ جب پیدا ہوئے اس وقت سے لیکر 325ء تک انھیں باقاعدہ الوہیت سے متصف نہیں کیا گیا تھا بلکہ پہلی عالمی عیسائی کونسل جو بمقام نیقیہ ہوئی اس میں حضرت عیسیٰؑ کو باضابطہ طور خدا کا بیٹا یعنی ان میں خدائی حلول تسلیم کیا گیا۔[43] قرآن میں عیسیٰؑ کو کلمۃ اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پیدائش کلمہ "کن" کہنے ہوئی۔[44] اور ایسا ہونا گو خرق عادت ضرور ہے لیکن اللہ کی قدرت سے باہر نہیں کیونکہ اللہ تعالی فرماتاہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتاہے تو کن کہتاہے اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے اس لیے اللہ کو کسی میں حلول کرنے یا کسی کو بیٹا بنانے کی ضرورت کیا ہے؟۔[45] امام طبری لفظ "کلمۃ کی

تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں"فسماه ألله عزوجل (كلمة)لانه كان عن كلمة، كما يقال لما قدر الله من شيء:هذا قدرالله و قضأه يعني به :هذاعن قدرالله قضأه حدث۔"[46]

اگر کلام اللہ سے مراد خود عیسیٰؑ ہی مراد تھے تو یہ بات حضرت عیسیٰؑ نے کیوں چھپائی، عیسائیوں کو اس بات کا پتہ عیسیٰؑ کے تقریباً تین ساڑھے تین سو بعد کہاں سے چلا کہ وہ توخدا کے بیٹے تھے۔ یہ کام ایسے ہی نہیں ہوگیا اس کے لیے باقاعدہ کوششیں کی گئیں، کونسلز بلوائی گئیں اور اسے باقاعدہ بادشاہوں کی سرپرستی میں زبردستی منوایا گیا اور نہ ماننے والوں کو قتل تک کیا گیا۔ جب کہ قرآن اپنے نزول سے لیکر اب تک کلام اللہ ہی چلا آرہا ہے کسی نے اس کو خدا کے کلام سے بڑھا کر خدا نہیں بنایا اس لیے عقیدہ حلول اور نزول قرآن میں کسی بھی طرح کوئی مماثلت اور مطابقت نہیں پائی جاتی ۔ عیسیٰؑ(کلمہ اللہ) میں خدا کا حلول مان کر گوشت پوست کا خدا ثابت کیا گیا جب کہ مسلمان کلام اللہ (قرآن) کو خود خدا کا نزول نہیں بلکہ خدا کے الفاظ کا نزول جو جبرئیل کے ذریعے محمد ﷺ پر کیا گیا مانتے ہیں۔

پھر کس کس کو خدا بنایا جائے گا؟

اگر خدا کی طرف سے ہر نازل شدہ چیز کو خدا یا خدا کا بیٹا مان لینے کا اصول اپنا لیا جائے تو کس کس چیز کو خدا بنالوگے، کیا یہ صحیح نہیں ہو گا کہ تمام انبیاء پر نازل ہونے والے صحائف اور کتب کو خدائی حلول سمجھا جائے، آدمؑ کو خدائی حلول کا سب سے بڑا مظہر ماننا چاہیے، مگر یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں جن کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ عیسیٰؑ ایک شخصیت ہیں گوشت پوست کا جیتا جاگتا انسان اور قرآن الفاظ، پھر ان دونوں میں حلول کے لحاظ سے وجہ مشابہت کیا ہوسکتی ہے۔ حضرت آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ تک تمام رسولوں پر اللہ تعالی کی طرف سے الفاظ کی شکل میں کچھ نہ کچھ نازل ہوتا رہا ان کو تو کسی نے بلکہ خود کریگ نے بھی حلول الہی قرار نہیں دیا پھر قرآن پر اتنی مہربانی کیوں کہ اس کے نزول کو حلول قرار دے دیا گیا۔ اگر سابقہ اوراق میں حلول کی ماہیت و کیفیت پر غور کرلیا جائے تو صورتحال واضح ہوجائے گی کہ حلول کہتے ہی اس چیز کو ہیں جس میں اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ روح الہی کا کسی مادی جسم میں اس عالم فانی میں ظہور ہونا، لیکن قرآن تو کوئی ایسا مادی جسم نہیں جس میں خدا کے حلول کو تسلیم کیا جائے۔

خلاصۂ بحث

اس تمام بحث سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام میں کسی قسم کے حلول کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمان نہ تو محمد ﷺ کے بارے میں ایسا کوئی عقیدہ رکھتے ہیں جو انھیں مقام نبوت و بشریت سے اٹھا کر مقام الوہیت و ربوبیت تک پہنچا دے اور نہ ہی قرآن کے نزول کو خود خدا کا نزول مانتے ہیں۔ بلکہ مسلمان نہ صرف محمد ﷺ بلکہ تمام انبیاء پر اللہ کے بندے اور رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور ان پر نازل ہونے والے کلام کو اللہ کا کلام مانتے ہیں جو اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا۔ کسی نے کیا خوب کہا: العبد عبد و ان ترقی و الرب رب و ان تنزل "بندہ ہر صورت بندہ ہی رہتا ہے خواہ کتنا بھی بلند مرتبہ حاصل کر لے اور رب ہر صورت رب ہی رہتا ہے خواہ کتنا بھی تنزل اختیار کر لے"

References

[1]Kenneth Cragg, The Christ and the Faith: Theology in Cross reference (London: SPCK,1986),67.

[2]Kenneth Cragg, Muhammad in the Quran: The task and the text (London: Melisende, 2001) ,122.
[3]Cragg, Muhammad in the Quran, 131-32.
[4]Cragg, Muhammad in the Quran, 135-136.
[5]Kenneth Cragg, Muhammad and the Christian: A question of response (UK: Oxford, 1999) ,153,
[6]Cragg, Muhammad in the Quran,157.

[7]Cragg, Muhammad in the Quran,165.
[8] Al-Ahzab,33:22, Al-Anfal,8:64, Al-Jinn,72:32, Al-Tawbah,9: 47, Al-Nur,24:74, Al-Maida,5: 55
[9]Kenneth Cragg, The House of Islam (California: wadworths publishing company, 1988), 26
[10]Cragg, The Christ and faith, 68.
[11]Al-Shaykh Khalid Muhammad Ali Al-Hajj (Al-Doha, Qatar: Kitab al-Masra Al-Shurk and Al-Kharafa, 1410 AH), 246
[12]Raghib al-Tabak, Allama, History of Islamic Thoughts and Sciences, Translated by Maulana Iftikhar Ahmad Balkhi (Lahore: Islamic Publications) , 174-173
[13]Ibn Taymiyyah Ahmad Ibn Abdul Halim, Al-Jawb al-Sih Liman Badal Deen Al-Masih (Beirut: Al-Munj al-Jariyah),161-162.
[14]James Smith, Huston, Dictionary of the Bible (Edinburgh, 1963),414.
[15]Rahmatullah Kiranwi, Ahsan al-Ahadith fi al-Batal al-Thalith (Karachi: Islamiat Institute, 1430 AH), 91.
[16]Al-Nisa'4:116.
[17]Ash-Shaura,26:11.
[18] Al-Anbia21:25-26.
[19]Al-Mu'minun,23:91.
[20]Al-Zukharf43: 81-82.
[21]Al-Zumar39: 29.
[22]Al-Zumar39: 7.
[23]Al-A'raf,7:194-95, Yunus,10: 66.
[24]Bukhari, Muhammad bin Ismail for Jami al-Sahih (Lahore: Mutkabah Rahmaniya), Kitab al-Tafseer, Volume 2, Hadith 2285
[25]At-Tirmidhi, Muhammad ibn Isa, Al-Jami'i at-Tirmidhi (Beirut: Dar Al-Ahiya al-Tarath al-Arabi) Kitab al-Tafseer: And Surat al-Tawbah
[26]Ehsan Elahi Zaheer, Sufism, History and Facts (Lahore: Interpreter of Sunnah, August 2010) , 278
[27]Hajwiri, Ali bin Usman, Kashf al-Mahjub, translator, Mian Muhammad Tufail (Lahore: Islamic Publication, 2002), 273
[28]Al-Najm,53: 3-4
[29]Al-Ma'idah,5:77.
[30] Ibn Hanbal, Ahmad, Al-Musnad (Egypt: Musawat Al-Qrtuba) , 1839.
[31]Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Al-Sunan (Lahore: Deeni Kitabkhana, 1988), Chapter Nohi In Yaqal Masha'Allah Washeet, Vol. 1, p. 602, Hadith No. 2190
[32]At-Tawbah,9: 30.
[33]Bukhari, Sahih Bukhari. Kitab al-Ahadith al-Anbiyyah, Chapter Qul Allah Ta'ala, Wazikarfi al-Kitab Maryam,.2: 349, hadith number 663.

[34]Ibn Majah, Sunan (Beirut: Dar al-Fikr) Kitab al-Nikah, Chapter Al-Ghana al-Daf, 1: 545, Number of Hadith 1966.
[35]Ibn Majah, Sunan, Volume 2 Hadith number 3029.
[36]Tabrizi, Mishkat al-Masabih, Kitab al-Adab, Chapter al-Makhirah (School of Building Humanity), 2:500, Number of Hadiths 4681 .
[37]Ibn Hanbal, Musnad, hadith number 1098.
[38]Al-Kahf,18:110.
[39]Al-Imran,3:44 1.
[40]Al-Haqqa69:44-47, Al-Zumar,39: 65, Bani Israe,17:73-75.
[41]Al-Qasas,28:56.
[42]Al-Imran,3: 45.
[43]Taqi Usmani, What is Christianity (Karachi: Dar al-Sha'at, 1362 AH), 69.
[44]Ibn Katheer, Ismail Ibn Umar, Tafseer al-Qur'an al-Azeem (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiyya, 1988) ,2:36.
[45]Al-Imran,3: 47, Al-Baqarah2::117, Maryam,19:35
[46] Al-Qurtubi, Muhammad bin Ahmad, Al-Jaami al-Ahkam al-Qur'an (Beirut: Al-Risalah Publisher, 2006),2:256.